

نغمہ شیرین

مؤلفہ

بہار شاہ ساز خوش بیانی طوطی چمنستان شیرین زبانی شاعرہ
فصیح اللسان ناظرہ شکر زبان بی شیرین جان صاحبہ شیرین کہنوی
جسمین

نہایت چیدہ چیدہ غزلین نظمیان - داد سے تجس اور نہایت
عمدہ عمدہ قوالی غزلین جو عام طور پر ہر طبقہ میں پسند کیجاتی ہیں اور
خاص طور پر گانے میں مصنفہ کا حق ہیں اور شاہ القین عموماً ان
چیزوں کے دلدادہ و مشتاق ہو رہے تھے

حسب فرمائش

خان باب علی القاب سکندر جاہ بہادر عرف لڈن صاحب کہنوی

مطبع اصح المطابع لکھنؤ میں طبع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غزل شیریں لکھنوی مولفہ فقیرہ

رازِ دل اپنے میحائے چھپانا کیسا
ہر جگہ بہت میری شست کا یہ چربا کیسا
تینکے چستا پر سے انسان یہ سودا کیسا
روزِ بخت کو بہلاتا ہوں کیسا کیسا
منہ دکھانا ہے تو پھر وعدہ فدا کیسا
ابھی آئے ہو میرے گھر ابھی جانا کیسا
اکو کعبہ میں پسراغون کا جلانا کیسا
کیسی دلچسپ حکایت ہو فسانا کیسا
شکل کیسی ہے بھلا رنگ ہو اسکا کیسا

روحِ تجھیں ہو قالب میں تو پر دا کیسا
خود وہ دیوانہ ہو جو مجھ کو کہے دیوانہ
کہا لیلیٰ نے کہ اے قیس ذرا ہوشمیں آ
کسی پہلو نہیں آتا ہے میری دل کو قرار
کا رام روزِ بفر دا گھڑا راہِ غافل
کیون جلاتے ہو اجی جہل کی شبتِ شمع
واقع جو دی میرے دل کو وہی مجھ سے پوچھے
کس طرح اسکو سنائیں کہ وہ سنتا ہی نہیں
دل جو مانگا تو بصد نازیہ ہنس منس کے کہا

<p>تھو کرین کھانیکو جاتا ہے جب کس پر مین دل گیا یا نہ گیا خیر گزشتہ انچہ گزشتہ گھر میں نہان ہو وہ رشک تو شیریں کے</p>	<p>روکنا ہوں لبتیا ب کو کیا کیا آپ کو سب سے سرفصل یہ اچھا کیا آج پر ہو میرے طالع ناستارا کیا</p>
---	--

غزل

<p>لطف سے باغ جانیں جو رہا شہنشاہ بلیو نکو فوج کر کے بھلا صیاد حبیب وہ میرے دم توڑ نیکی سیر گرد لکھا کرین تکوا ایسے چاہنے والے ملین گے بھر کمان حکیم شیریں تھانہ ہاتھو میں کوئی مہندی</p>	<p>ایک ہی شب کو بلیکین گلو میں ہے سبز گشتن پہ کچھ قطرے لہو کے تم ہے خسرتاں نہ رہوں اور غم کا عالم ہے یہ دعا مانگو حسینوں عاشقوں کا دم ہے کوہ پر جب تک میری فریاد کا ماتم رہے</p>
---	--

غزل داغ

<p>مجانہ سے زمانہ کو پروردگار دل انگنتی ہو نیا چشم یار دل پوچھا جو بچہ سے طالب فریاد ہو کون تاخیر عشق یہ ہے ترے عہد حسن میں پہلے پہل کی پاہ کا کیجئے نہ امتحان بتیا ہو کے بزم سے اسکا اٹھا دیا شہوہیں سکندر و جم کی نشا نیاں</p>	<p>آشفہ دل فریفتہ دل بقرار دل اک دل کے کس طرح سے بناؤں نہر دل نکلا میری زبان سے بے اختیار دل مٹی کا بھی بناؤں تو ہو بقرار دل آنا تو سیکھ لے ابھی دو چار بار دل غافل ہوں میں مگر ہو بہت ہوشیار دل اس دل غ چھوڑ جائیگے ہم یادگار دل</p>
--	---

غزل

حسن انسان میں جب آیا تو ادا بھی آئی
شمع مغل میں جب آئی تو ہوا بھی آئی
یوں تو ہر روز اڑتے تھے سر باغ نکھیں
شیشہ دکھو سیر اپنے تُوڑا صاحب
اے کسوت ہوئی نون مرادین حاصل

ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی
روح قالب میں جب آئی تو فنا بھی آئی
آج پہلو میں جو بیٹھے تویا بھی آئی
یہ تو فرمایے کا نون میں صدا بھی آئی
یار بالین پہ جب آیا تو جفا بھی آئی

غزل وزیر

کا کل جو اسکی شعلہ رخ سے سرک گئی
میں نے جو آہ سرد بھری اُس نے ہنس دیا
پھونچی نہ اُسکے کان تلک آہِ نار سا
کٹڑے ہوا جو میرا گر یہاں صبر سے
بعد از فنا جو قبر پہ آیا وہ اے وزیر

کالی گٹھا میں صاف یہ بجلی چمک گئی
گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی
کیا فائدہ زمین سے اگر تافلک گئی
انگڑائی لی جو یار کی چولی مسک گئی
پہونچانے اُسکو روح سیری قبر تک گئی

غزل مضطر

ایک آن غم دشمن میں شوقِ ریدہ سری کیوں ہے
آکھون کو دکھانے سے ظالم تجھ کو کیا حاصل
اُس یار کے مٹنے سے حسرت مٹی دلی
میتے جو سیا دامن و شست کے ماتم جا

ہم تو بھی زندہ ہیں یہ جامہ می کیوں ہے
یوہین ترابندہ ہوں جادو نظری کیوں ہے
سل در مصیبت کی چھاتی پڑھری کیوں ہے
میں آتی ہوں دیوانے یہ بخیر گری کیوں ہے

اسوگ کے جیسے تھے انکھوں میں کیوں ہے

مضطرب و جورو تے ہو کیا تھے غبت تھی

غزل دولہا

وصل کا کوئی وسیلہ بھی میں پاؤں کیوں
رخم شمشیر بھی اور میں کھالوں کیوں
اشک خون آنکھوں سے اریا رہا لوں کیوں
پہلے سینہ سے تھیں اپنی لگا لوں تو کون
دم ذرا لے دل شتاب جگا لوں تو کون
اگل بھڑکی ہو کلیجہ میں گجبا لوں تو کون
آئینہ دیکھ کے زلفوں کو بنا لوں تو کون

عشق کا رنگ سے دل پہ جالوں تو کون
جو مراد کو ملا ہے وہ نہ پوچھا ایتاں
داستان ہجر کی تم وصل میں گر چہ چھتے ہو
پہ چھتے آپ ہیں جو دور و جدا فی مجھ سے
ملے وہ سوہن اور وصل کی شب جاتی ہو
ماتے کیا پوچھتے ہو سوز غم فرقت کو
وعدہ وصل کے ہیں وہ ہنس کر دولہا

غزل شیرین لکھنوی مؤلفہ نعمت ہذا

سودا نہیں گرا نکو شوریدہ سری کیوں ہو
پھر چشم حسینان میں یہ عشوہ گری کیوں ہو
برہم گل و بلبل سے بادِ سحر کیوں ہو
پھر شاق مرے دل کو یہ خوشنمبری کیوں ہو
بیوجہ خفا مجھ سے وہ رشک کیوں ہو
سکھ نہیں یارب پھر بے اثر کیوں ہو
گستاخ سواحد سے تو کہنے کیوں ہو

دریا میں جباؤ کو یہ نہ بھری کیوں ہے
بے جانے میں کافی ہو نگہ تنہا
کیا ظلم ہوا آخر دونوں جو ہنسے بولے
گر لیکے ارقیبو نکو آتے نہیں وہ ایدل
بوسہ کی طلب ایسی تقصیر نہ تھی کوئی
آہیں سربِ خونین ڈوبی ہوئی آتی ہیں
چالِ سنی حسینو کو گلشن میں دکھاتا ہے

تسخیریں آخر دروہ گری کیوں ہو

اگر شیریں طبع ہو تو کبھی میں کر

غزل شیریں لکھوئی مؤلفہ نعمتہ ہذا

دل میں بتے ہیں سیرِ گول کو ملانے والے
اور ہی لوگ ہیں وہ خلد کے چانے والے
اور یہ آگ میں آگ لگا گئے والے
قرب کر دیتے ہیں وہ چا لگنے والے
کہیں غارت نہیں ہوتے یہ ستانے والے
ادھر آؤ میرے باتو کے بنانے والے
رنگ دو دغین جاتے ہیں جمائے والے
گوشہ قبر میں سوتے ہیں دگانے والے
نہوے کیا کہیں یوسف کے زلمے والے
کہہ گئے خوب ابھی اگلے زمانے والے

کیا بتاؤں کہ کمان ہیں تلے والے
روح اپنی ترے کو نچھین رہیگی پس مرگ
چشمِ سیدر قیونے کسی بے ایدل
کیوں نہ بظن ہوں وہ ہے نورانہ بہتر کا
میں جو لیتا ہوں بلائیں تو وہ فراتے ہیں
وعدہ وصل ہزاروں ہی کئے اور کرے
برسوں ہی گزرے گرجے تکلف نہ گیا
رو کے فرماتے ہیں وہ شب کو جو ہم یاد آئے
دیکھتے حسنِ جمال آج تھما صاحب
اس زمین میں تھیں شیریں غزل کنا تھا

غزل مضطر

کمان گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے
خدا سے مانگ لیا انتخاب کر کے مجھے
مرے کریم بتا دے حساب کر کے مجھے
مرے گناہ بتا دے حساب کر کے مجھے
نصیب گئے صرف خواب کر کے مجھے

اسیر و بچہ عہد شباب کر کے مجھے
کسی کی دردِ محبت نے عمر بھر کے لئے
مرے گناہ زیادہ ہیں باتری رحمت
کرونگا غصہ کی تدبیر کا تب اعمال
وہ پاس آئے نہ پائے کہ آئی موت کی نیند

میں آنکے پر دہریہ جاسے مر گیا مضطر
اتھروں کے رسی ڈالا حجاب کر کے مجھے

غزل

<p>ایسے جان سیری گھونیر یہ بد نظری کیوں ہو سے تھیں دیکھا ہی بدش اس کو بجا کب میں اسے ارنہفتہ کا کچھ بھید نہیں کھلتا پوچھنا کہی تو نے حال شب تنہائی ایچشم شب غم میں کچھ صبر بھی ہے لازم میں مہیا نہیں کس بے جا ہون و عالم کو</p>	<p>حم ہام پتے مجھ سے چلو گری کیوں ہے چتون تری او ظالم داور سے بھری کیا یہ آہ شب فرشتہ سر کا بھری کیوں ہے او کا فردین مجھ سے یہ بھری کیوں ہے طوفان بپا ہو گا یہ نوحہ گری کیوں ہے دل محو تاشا ہو یہ درد سری کیوں ہے</p>
---	---

غزل دو دھڑا

<p>فلک نیرنگیان ہم خاکسار کو دکھاتا ہے زبان سے کچھ شکایت ہو تو لطف عشق آتا ہے اسی بوب کی لف سلسل کو نہ دیکھیں گے مری فریاد سن کر چونک اٹھا یار سوتے سے صنوبر کے گلے مل کے بیتا باہر روٹے ہیں ہنسی ہر قسمی ہیں آپ ہیں غیر فکری مغلین میں پروانہ ہوں دو دھڑا جس کے شمع روشن</p>	<p>تنا کہہ ہی ہے یہ سے ناسخ چھوڑتا ہے اگر ضبط فغان کیجئے کلیجہ نہ کو آتا ہے ہمارا دل قسم اس تھکے سر کی کھاتا ہے کہا دیکھو یہ دیوانہ نیسان کیوں غل مچاتا ہے تھارا قہور زون باغین جب یاد آتا ہے تصور آچاد و دو پہر ٹھپ کو دکھاتا ہے وہی مغلین اپنی رات بھر جھک جلاتا ہے</p>
---	---

غزل

بہر گلشت مر گھر میں جو یا آجائے
 لطف کنج بیٹھنے کا تجھ کو بھی یا آجائے
 فاتحہ پڑھ کے مری قبر کو ٹھکراؤ جو تم
 کروٹیں میں جو بدلتا ہوں تو یہ مطلب ہو
 دوڑ کر اسکو گلے سے نہ لگاؤن کیونکہ
 جذب دل حیرتیں اتنا تو اثر دکھلا دے
 اور بھر بھر کے ابھی جام دیے جاسا قی
 نہ سہی فاتحہ ٹھو کر ہی لگاتے جانا
 دل مگر ہوتا ہو نیسے نہ ہونا بہتر
 دل کی دھڑکن کا یہی ایک ہو دنیا میں علاج
 وصل منظور نہیں ہو تو لگاؤٹ کیسی
 چاندنی رات کا پھر جائے لگا ہونیں سہان

باغ امید میں اک تازہ بہار آجائے
 میرے قابو میں جو میرا دل آجائے
 چین سے نیند مجھے زیر فرار آجائے
 کسی پہلو دل مضطر کو قرار آجائے
 دیکھ کر خنجر قاتل کو چوہ پار آجائے
 بے طلب آپ سے گھر وہ گار آجائے
 کہیں ایسا نہو آکھو نہیں خنار آجائے
 پانوں کے نیچے جو عاشق کھارا آجائے
 توڑو اس آئینہ کو جس میں غبار آجائے
 ماتھ سینہ پہ جو رکھ دو تو قرار آجائے
 اس ادا سے نہ کر انکار کہ پیار آجائے
 بام پر اپنے جو شیریں نگار آجائے

غزل میر

نہ شکوہ ہو فانی کا نہ رونما کج ادائی کا
 ترقی پر کیسی شوخیان ہیں خیر ہو یا رب
 یہ کس بیدار نے دست نگارین خواب میں چوہا
 ہتھکین تم آئینہ خانیں ہو چاروں طرف کچھ

نہ لبے دل لگان کی فریبے آشنائی کا
 حیا کی جان کا دشمن ہے لپکا خود نمائی کا
 کہ فریادی ہوا تک نیل نازک کلائی کا
 کہو جی ب بھی کچھ ارمان نکلا خود نمائی کا

ہوا مشاطگی پیشہ مری شام جدائی کا
ابھی بچپتا نہیں ہے تھو جاہ پر سائی کا

عروس مرگ آئی مجھ سے ہم آغوش ہو نیکو
امیر اس خرقہ و عمامہ کو تم رہن ہی کرو

غزل شیرین لکھنوی مؤلفہ لغت ہذا

مر جاؤ نگا ٹکرا کے مین دیوار سر آج
پھر شام سے ہوتا ہو وہی روج آج
رکھ دیجئے اخیر کے تلے اپنا جگر آج
حیرت ہو مجھے بھول پڑی آپ کدھر آج
گزرے اسی وقت میں بھر چار پہر آج
دیکھے جو کوئی چوشتن وشت کا اثر آج

ساتی نہ کھلے گادِ میخانہ اگر آج
امید نہیں ہر شبِ فرقت میں کہ ہو صبح
قاتل سے شادی کجے ہر روز کا جھگڑا
فرقت تمہیں غیرو کی گوارا ہوئی کیونکر
رویا کیا ان گیسوؤں کی یاد میں شب بھر
نہ شیریں وہ سودا فی ہول میر طحی حسو

غزل امیر

یہ مقتل ہیں عروسِ تیغ کو قہر آرتے ہیں
سم دیکھو وہ اپنی چیتوں سے آٹے تے ہیں
اجل شر الگنی سمجھی کہ مجھ کو کیا کرتے ہیں
اشارہ سے یہ کہتی ہیں کہ دیکھو اب کرتے ہیں
گلا کاٹیں مرا صیاد پر ناحق کترتے ہیں
یہ سب ان میں جو داغ بن گئے ابھرتے ہیں
سنو سے بگڑتے ہیں گڑھے سے سنو کرتے ہیں

پڑک کر مرغِ بسل کی طرح عاشق جو مرتے ہیں
لگاتے ہیں جو سیر آئینہ کو دُور دھرتے ہیں
لیا تو مینے بوسہ خنجر قاتل کا مقتل میں
تسلِ خاک ہو وعدوں سے انکے چہو میں ظالم
چمن کی سیر بھی چھو تو پھر جینے سے کیا حاصل
بھرا ہے حسرتوں سے دل کہاں داغوں کی گنجائش
وہ سر پاؤں تک تصویر ہیں بیاختہ بنکے

تصور میں بھی بوسہ لوٹا اڑ جاتا ہے رنگ اٹکا	بلائیں خوابیں بھی لون بال کے کھرتے ہیں
اسیر اس جانے دشمن سے تگ و دو نہیں لگتا	دھڑکنے سے تم کے منہ پہ کتر ہو کر نہیں

غزل امیر

نار کی کتی ہے تسمہ تر لگا رہنے دے	نار کہتا ہے گلی میری بلار ہے تہہ دے
بے پردہ بال ہوں طاقت نہیں اڑ نیکی صبا	اک در شاخ شمعین کو جب کار ہے تہہ دے
اے نگ پاش خرا کے لئے چنگی ندر کے	ایک دم اور تر پنے کا مزار ہے تہہ دے
سو بلا میں ہیں تیرے ہوش کی دشمنی بصل	لے اڑیں اور او میں جو حیا ہے تہہ دے
اے فلک گو غریبان کو تو بر باد کر	اس لئے فائدہ کا کچھ تو بہتا رہنے دے
اک کٹاک سی درزے کوہ میں در کار جنوں	کوئی کاٹا کسی چھاتی میں بڑھنے دے
سوچ چھتے کیے دامن گلچین پہ امیر	ذکر پور کا بیان باد سبا ہے تہہ دے

غزل امیر

جلوہ گریار گر قتل گم نام میں ہے	بب بلا تا ہوں میں تا ہوں تضام میں ہے
میں نے میرے کہ زبانے تری چپھے کوئی	غیر کیا جانے نہ کیا ترے دشنام میں ہے
روح غالب میں ہے جگر ہے رگوں میں غالب	میں گرفتار نفس میں ہوں نہ نام میں ہے
راستی اور تواضع میں ہے ابط قلبی	جس طرح لام الف میں ہے الف لام میں ہے
نام کا نام تضام کا تضام ہے امیر	یہ عجب حسن خدا داد میرے نام میں ہے

غزل امیر

یہ کہیں بیدار کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے نہ سے بے سوار کا کام بڑی شکل سے چلتا ہو سہارا پہنچے ہو شاید کہ دامن و گریبان میں چمکے تھے وہ نشان گیسو و پیر خیر ہو دلی پیکر کی گیسو سے پھٹک ہی جو شمع غفلت میں جو کتا ہوں کہ میرا دم نکلتا ہو تو کہتے ہیں جب تقدیر پائی ہو امیر اس دارد نیانے	یہ رہ رہ کر گلیو چکیوں سے کون ملتا ہے کہ دردا ٹھکرا دلاتا ہے تب کوٹ بٹاتا ہے مہم یہ سخت ہو دیکھیں تو کوئی کے نکلتا ہے مسافر چچا و نہیں تار و کئی گیسو سے جل نکلتا ہے کہ پروانہ پروں سے شب کو پیکر اوز چھٹاتا ہے ہمارے وصل کا ارمان تو وہیں نکلتا ہے نہیں آتا ہے پھر اس گھر میں جو گھر نکلتا ہے
--	--

غزل امیر

چہری وہ گاہیں عاشق کے مرغ جان کے لئے انہیری راتیں بجلی کو بھی ترس آیا غضب کی لاگ تھی بجھت برق کو مجھ سے نہرا شک کہ پیکر نے دل ہوا آباد میں امتحانیں پورا ہوا تو پھر کیئے ہو اب امیر کو کیوں ضبط آہ کی تاکید	غضب کی تلخ نکالی ہر آشیان کے لئے غریب بنے چرخ آئی آشیان کے لئے چمن کو پھونک دیا ایک آشیان کے لئے خدا نے بھی یاد ارث اس مکان کے لئے ذرا سمجھ کے تقاضا ہوا امتحان کے لئے حضور ہی تو دی ہے زبان فغان کے لئے
--	---

غزل رشید

اگر تو نے کتنا نہ مانا کسی کا عبث ہے یہ مہندی لگانا کسی کا	بڑا ہو گا ظالم ستانا کسی کا ہے مہ نظر خون بہانا کسی کا
---	---

میرے رونے پر مسکرا نا کسی کا جہاں جسکو تا کا وہین اسکو مارا جو پوچھے کوئی ہمسے بے پردہ بین نظر دولت حسن کی تاک میں ہے تو برق اپنی بتیا بیان بھول جائے میرا قصہ ہجر سنکر وہ بولے کلیسا میں ہے یا ہو دیڑھ حرم میں نکل جائیگی حسرتیں تیری ایدل شب وعدہ خون امر رشید اپنا ہوگا	غضب ہے یہ بجلی گرا نا کسی کا قیامت ہے یارب نشانہ کسی کا وہ غیر نکلے گھر چھپکے جانا کسی کا کمین لٹ نہ جائے خزا نا کسی کا اگر دیکھ لے تمسلا نا کسی کا منہ دابے یہ فنا نا کسی کا بتاؤں تھیں کیا ٹھکنا کسی کا شب وصل ہوگا جو آنا کسی کا وہ پانوں میں نصہ می لگانا کسی کا
--	--

غزل

مبارک جوانی پہ آنا کسی کا شب وصل تو چین سے گزری لیکن اترا کے زہرہ فلک سے چھا چھم بلا یا ہے قاصد تو جا کر یہ کہدے لیا دوسرے جھٹ جھٹ تو جھنجھلا کر بولے اکا حال دل میرا سینے آو بولے اگے ڈڑنے بند محرم کے جو بن	ہوا اوج پر اب زمانا کسی کا ستم ہو گیا صبح جانا کسی کا یہ ہے سحر و اشد گانا کسی کا کہ کیا کھیل سمجھا ہے آنا کسی کا ہے بیشک بڑا سنہ لگانا کسی کا نہیں بھاتا ہوسکو فنا کسی کا ستم ہے جوانی پہ آنا کسی کا
---	---

یہاں کیا ہے محشر میں معلوم ہوگا
 غصہ بچتا ستم تھا وہ اٹھکیلیوں نے
 کہا انکو جب شعلہ روئیس کے بولے
 وہ بیٹھے بین کوٹھے پہ بکھر کر بھین
 خزان آتے ہی باغ ماتم سرا تھا
 محبت میں کھو بیٹھے جان جگر دل
 چپا کر ڈوپٹے سے منہ اپنا بولے
 نہ مغرور ہو دولت حسن پر تم
 سبھی کشتہ تیرے عشق ہے آفت جان
 دل آتے ہی دم ہو گیا اپنا خست
 ڈرواے بتو ہے وہ اللہ کا گھر
 دہن بھول جائیگی یہ نعمہ سخی
 ہوئے سیکڑوں قتل سبیل ہزاروں
 مقرر بلا کوئی لائے گا سر پہ
 جو دم نکلے اپنا تو یوں نکلے یارب
 ہوئے نرم سن سن کے وہ حال میرا

تمہیں شعلہ رویوں جلا نا کسی کا
 چچا چچم شب وصل آنا کسی کا
 ہے زیبا ہمیں اب جلا نا کسی کا
 ہے مد نظر دل پہنا نا کسی کا
 قیامت ہے بلبل یہ آنا کسی کا
 بتائیں تمہیں کیا ٹھکا نا کسی کا
 مرادے گیا مسکرا نا کسی کا
 رہا ہے کمان یہ خزا نا کسی کا
 کہا تم نے ہر گز نہ مانا کسی کا
 یہ آنا کسی کا ہے جانا کسی کا
 بہت منع ہے دل دکھانا کسی کا
 جو تو سنے بلبل ترا نا کسی کا
 یہ ہے قہر سرمہ لگا نا کسی کا
 عبت ہے یہ گیسو بڑا نا کسی کا
 میرا سر ہو اور آستنا کسی کا
 فنون ہو گیا یہ فسا نا کسی کا

نہ صد پیاں کیوں میری دیکھ کر گول	بہت سر شرباب ہے نہ نا کسی کا
بہت پگھلا ہے فائدہ کیا اب اپنا	جو پہلے ہی کنا نہ نا کسی کا
شیریں میری ملت کی سسکا وہ تو	کراہ آٹھ گیا آب و دانا کسی کا

غزل فصاحت

برہم عشاق ہیں کیا جانے کہ دیکھیں گے	دل یہ دیتا ہے گواہی کہ وہ دیکھیں گے
کمر بنی ہے فدا میں بھی نہ الی الی	اسب پہ چلے ہیں کہ ہم درویش و پیر
ایک سال ایک جگر لایا تھا دو ذوق چھینے	اب سیر واپس لانا کیا جو اس دیکھیں گے
مجھ میں اور شمع میں تھی شب مجھ پر بت	آج کی رات بچیں گے تو سحر دیکھیں گے
لوگ سمجھائے ہیں بیکار فصاحت مجھ کو	ترک کر دیں گے جو الفت تو ضرور دیکھیں گے

غزل شیریں گھنوی مؤلفہ لکھنؤ

برہم جانے عشق ابرو سے خدا اور بھی	پڑ جائے ایک زخم پہ تلوار اور بھی
اب تک صدا یہ قبر شیدان سے ہو بلند	قاتل خدا کے واسطے اک وار اور بھی
میں کیا ہوں میری قدر کرینگے حضور کیا	عاشق ہیں اب تو آپ کے دو چار اور بھی
گرمی میں ساقیانہ مئے آتشین کو بی	کھیلانہ جا کیں بول سے خسار اور بھی
چھلکا کے جام سے جو دیا آج ساقیا	مہوش ہو گئے ترے میخوار اور بھی
فاحشہ سے حال سن کے میرا لادھیں	آتشیں روز پر چہ اخبار اور بھی
سے شیریں بھریا رہیں یہ روکرات بھر	گھر کیا کہ پڑ سے درو دیار اور بھی

غزل شیریں لکھنوی مؤلفہ لغتہ ہما

<p>روشن نہیں فرغ نہیں و وحشہ نہیں فصل بہار کی تو آنے دے اسے جیون قاصد سے پوچھتا ہے وہ اسد کپاس رنگ پر دے کہے ہے وصل ترا ہو یا نہو آئینہ ہوتا حال ترا بچہ پہ ساقیا اسے شیریں آنکھ چیرے آخر کو جان لی</p>	<p>جب سے خدا کے گھر میں تو کا قدم نہیں طاعت جواب ہے چکی اب بھر میں م نہیں خط میں تو شوق وصل کسی کا رقم نہیں جاتی ہے جان ہجر میں اسکا بھی غم نہیں افسوس ہے کہ پاس میرے جام جم نہیں یہ تو سمجھ چکے تھے کہ اس غم میں ہم نہیں</p>
---	---

غزل

<p>جی کا آنا مورت کا پیغام ہے جان دیدینا ہمارا کام ہے بس یہی نامہ یہی پیغام ہے دل ہمارا نصرت میں بدنام ہے آگے تقدیر تیرا کام ہے کیا خبر ہے صبح ہے یا شام ہے دن اور رات کو اور اُدھر کو شام ہے</p>	<p>بتلائے غم دل نا کام ہے دل کا سنے لینا ہر شیوہ آپکا لیتا جاو نامہ بر میری زبان انکلی آنکھوں کو کوئی کہتا نہیں اسکے کہ بد میں بڑا ہوں تھک کہیں ایک لحاظ کا تصور ہے مجھے وہ جد مرثیہ کر کے سو بولت بھر</p>
---	--

غزل شمس

<p>رقم کب ہو صفت تیری حسین الدین اجیری وہ مالیشان تیرا حسین الدین اجیری</p>

وہ ذات لامکان تیری معین الدین اجمیری
 فلک پر دھوم ہو تیری معین الدین اجمیری
 سخی سرکار ہے تیری معین الدین اجمیری
 حکومت ہند ہو تیری معین الدین اجمیری
 یہ شانِ نخبین تیری معین الدین اجمیری
 فقر میراث ہے تیری معین الدین اجمیری
 دو مائی گھر بہ گھر تیری معین الدین اجمیری
 حضورِ مبین ہوں تیری معین الدین اجمیری

بیان میں کیا کروں تیرا کہاں ہے میرا
 زمین و آسمان تیرا کہیں و لامکان تیرا
 ترے دربارِ چو اکرام دین کی وہ پائے
 تو ہی ہو پیرِ دنیا قطب اور غوث امیرون کا
 تو قطب الدین فرید الدین نظام الدین علا الدین
 تو ہی مادی ہدایت کا تو ہی والی ولایت کا
 وسیلہ تو گداؤں کا شہنشاہ بادشاہوں کا
 تو دلوں شمس کے مقصود علا الدین صابر زود

غزل

یا خدا اُس کا جنس میں ٹکانا ہوگا
 آب ز فرم سے میسر چونا ہوگا
 کون دن ہوگا مدینہ میں جو جانا ہوگا
 جب اذان مسجد نبوی میں دو گانا ہوگا
 حشر میں پیشِ خدا جب مرا جانا ہوگا

جس نے حضرت کی سالت کو نہ مانا ہوگا
 مجھ سے کتاب ہے میرا نامہ اعمال و مظل
 دیکھئے کب مری قسمت کا ستارے چلے
 بسبب میں کتا ہوں ہوئی عید مبارک تنگو
 صاف کھدوں گا کہ امت میں محمد کی ہوں

غزل تراب

وہی پافے نشان جو بے نشان ہو
 مکان اُس کا کہاں جو لامکان ہو

نشان اُس کا کسی سے کیا بیان ہو
 مٹرہ وہ تو ہے کون و مکان سے

کوئی جاگھ نہیں پر اُس سے خالی
سوا اس کے نہیں کوئی جہان میں
غیبت سے ملاقات آج اُسکی
تراب اُس کا ٹھکانا کیا بتا دے

زمین ہو عرض ہو یا آسمان ہو
تلاش اُسکی کرو یار و جہان ہو
خدا معلوم پھر کب ہو کہاں ہو
خدا جانے وہ ہر جگہ کمال ہو

غزل

ہی رہی نہیں خم ہزار ہو کون جاگھ جہان نہیں
یہ الم یہ صدمہ میری غم و لب یہ ہفتاں نہیں
دل جان جسم جگر بھی تپ غم ہو جل گئے دفعتاً
کہا گل کی طرح سے داغ ہیں مگر جسم زار و نزار پر
رہ عشق میں جو گزر گیا تو کھلا یہ بسمل زار پر

مری درد کو نہ بچھے کہ کہاں کہاں ہو کہاں نہیں
وہ دہان ہوں حسین زبان نہیں زبان نہیں
نہ کھلا کہ کہاں کہاں لگی جاسی اُٹھتا دھواں نہیں
وہ ہمارا ہوں سدا گوہ چمن ہوں جن خزان نہیں
وہ زبان حسین سو دیکھو ہوں سو حسین زبان نہیں

غزل شیرین کھنوی مولفہ نعمت ہذا

واعظ بتا تو کعبہ میں جا کر میں کیا کروں
سیر می تو جان جاتی ہو اک بت پہ واعظا
سب کچھ ملا جو وہ صنم ہے و فاطما
منا نہیں قیب سے دل لاکھ کچھ کہو
کروں خدا کا ذکر کہ تر ہو ابھی زبان
اے شیرین کنی بچ جانب ملک مہربان

ادب سے بتو نکے لئے التجا کروں
جو زبان کو لپکے تمھاری میں کیا کروں
واعظ میں کس زبان سے شکر خدا کروں
ایجان جان میں اپنی طبیعت کو کیا کروں
کتک بتو نیک نام کا مالا حبس کروں
کتک میں انتظار بت ہو فاکروں

غزل شاہ مرزا گھنوی

شکل آنکھوں میں مری جلوہ بنا کسی ہے
 خسرو کا کہے زبانی کہ شمشیر مر سو
 ناراض ہے جو پیشہ ووستہ عالم کس کا
 اردو پیر آئینہ تیغ تین شہد کیستہ ہیں
 غمش کریں میں کہے اگر پیر بھی ہوں ستون
 سید ہمارا سپینڈر اثر جان عزیز
 مرض عشق میں جب کام نہ آیا اپنے
 یہ نہ سوچو کہ کہاں ہو مرے عاشق کا فرار
 سامنا کر جو ہے رفتار میں غولی اس سے
 دیدہ و دل کو میں دیوں جس پرستی کی منزل
 بچو دی میں وہ دریا رہ کہنا سیر
 کشتی قامت ہے وہ جہت ہو قیامت جہیر
 تربت قہیں سے آتی ہے یہ آواز ہنوز
 سجدہ کرتے تو دریا رہ پوچھو اچھا آشک

پردہ دل سے جو نکلی یہ صدا کسی ہے
 چار جانب جو بند ہی رہے یہ صدا کسی ہے
 جو اکثر دم اثر ہے وہ دعا کسی ہے
 نہیں معلوم کہ اب آج قضا کسی ہے
 ایسی تقدیر بھلا ہے یا کسی ہے
 اور حاجت تھکے امیر اور سا کسی ہے
 آپ کا درد پھر ایسا جان دو ا کسی ہے
 پہلے دیکھو کہ بہ تربت تہ پا کسی ہے
 شرم آخر تھے اسے باد صبا کسی ہے
 یہ تو ثابت ہو کہ دونوں میں خطا کسی ہے
 جو ابھی کان میں آئی یہ صدا کسی ہے
 جان و جسم قضا خود وہ ادا کسی ہے
 میرے ہلو میں جو خالی تھو جا کسی ہے
 ایسی تقدیر زمانے میں رسا کسی ہے

غزل نیاز

ہوئی محبت بخودی مجھے آئینہ سا بنا دیا

تو نے اپنا جلوہ کھائے کو جو نقار مجھ سے اٹھا دیا

ذرا پہنگا قریب سے پڑی اُن گلی میں تھی میری خاک
کیا ہی پہنچا جب ہم میں تھما نہ تھا زلف کا کچھ خیال
رگِ پڑیں اک کھنکھٹھی چُنکے ہر پر بھی تن بدن
جو ہیں جا کے کتب عشق میں بن مقام فنا لیا

تو نے ایک نیک میں اسی صبا اُسی کٹی ہائے اُردیا
سویگا کے نور کو رنے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا
مجھ سے کیا مئے آتشیں کا یہ جام کیسا پلا دیا
جو پڑا لکھا تھا نیازِ فراسیصال سے ٹھلا دیا

غزل سید

سب سے جاوید اعلیٰ ہر تہ فقیر کا
لاکھوں ہی او لیا ہوئے اس خاندان میں
مشکلاتی کبھی یا پیر و ستگیر
زرہ کو آفتاب کیسا اک نگاہ میں
محبوب کبریا ہے وہ سلطانِ اولیا
مرشد کا تیرے سر پہ ہے ہر وقت سایہ یوسف

یہ سب طفیلِ سارِ جنابِ امیر کا
کیا حجزہ ہے حضرت پیرانِ پیر کا
قلم بن جہان میں کوئی نہیں مجھِ حقیر کا
اوسے یہ ہے اثرِ میر کے دشمنِ غمیر کا
امجد علی ہے نام میرے دستگیر کا
سید ہے خوف کیا تجھ روزِ اخیر کا

غزل الفت

آنکھوں میں ہیں رہا ہو دلمین سارا ہے
ہم جان دینا ایمان پہلے ہی چکے ہیں
بخشا تجھ خدا نے ایشاہ ایسا رتبہ
ہم کو ہے وسیلہ محبوب کبریا کا
حوروں کی ملائک کہتے تھے آکے دیکھو

ہر شکل میں وہ جلوہ اپنا دکھاتا ہے
اے دلِ باہارے کیا پس کیا ہے
در پر ترے اک عالم سر کو جھکا ہے
دورِ رخ سے سنا صحا کیوں مجھ کو ڈراتا ہے
کس شان سے خدا کا محبوب آتا ہے

تیری گلی ہر گلیا سے غم کا نقشہ	کوئی تو آ رہا ہے کوئی تو پار رہا ہے
انفست کا اوتار اتنی کج سیہ نہ سوچو انجام	داں دیر یا تو پھر کیوں افسوس آ رہا ہے

غزل ظاہر

دل تو تجھ پر فلاسا ہے جان کئے بیٹھے ہیں	ہام ہم شوق شہادت کئے بیٹھے ہیں
کوئی مر جائے تو انکو نہیں پروا صاحب	وہ تو پہلو میں رقبوں کو لئے بیٹھے ہیں
یہ محبت ہے تری ناز رقبوں کے سہول	دل تو جلا ہے مگر صبر کے بیٹھے ہیں
قہر میں ہو گا نہ آرام کسی پہلو سے	دل جو ہر د تھا وہ تجکو دیے بیٹھے ہیں
رحم کما حال پہ ظاہر کے برائے شرب	جان دل تجھ پہ وہ قربان کئے بیٹھے ہیں

غزل غالب

نہ تھی امید ہمو کہ وصالِ یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جی ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جلتے اگر اعتبار ہوتا
کوئی میرے دل پہ لپچھے ترے تیریم کش کو	یہ ظن کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ہوے مر کے ہم جو رسوا ہو گیون غرق دریا	نہ کبھی جہاز اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا
رگ رنگ سے ٹپکتا وہ لو کہ پھر نہ ٹھمتا	بے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
یہ کہا نکلی دوستی ہو کہ بنے ہر دوست ناصح	کوئی پارہ ساز ہو تا کوئی غمگار ہوتا
کہوں کس سو میں کہ کیا ہو شب غم بڑی بلا ہو	تجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا
یہ سائل تصوف یہ تر بیان غالب	تجھے ہم ملی سمجھنے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غزل داغ

کبھی جان تھکتے ہوئی کبھی دل نثار ہوتا
ترے دل پہ کاش تھا لم مجھے اختیار ہوتا
تھکین منتہی سے کھدو تھکین اختیار ہوتا
نہ مجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا
اگر ایک بار بٹتا تو سسنا رہا ہوتا
اگر اپنی زندگی کا تھین اختیار ہوتا
یہ وہ رہ رہا آخر سے خوشگوار ہوتا
مجھے کیا اکٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا
یہ رقم نہ ماتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

عجب اپنا حال ہوتا جو سال یار ہوتا
کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
جو تھاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
یہ نرا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
یہ درد دل نہیں ہے کہ ہوا چارہ سا کوئی
ترے وعدہ پر شکرا بھی اب صبر کرتے
غم عشق میں مرا تھا جو اسے سجدے کے کھاتے
کئے پوئیں شیر ذرا بد جو رہ چشم مست دیکھی
تھکین باز ہونہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل

غزل امیر مینائی

موت کی راہ نہیں بٹکتے مرنے والے
اور سو گ کے پردہ میں سنو نے والے
دیکھ اس طرح گزرتے ہیں گزرنے والے
آپ آتے ہی رہے مگے مرنے والے
یہ مسافر نہیں ہتے ہیں ٹھہرنے والے
دیکھ غربت میں بھر چھوڑنے والے

عشق میں جی سے گزرتے ہیں گئے والے
بزم ہم میں کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر
داغ دل سو یہ مرے کہتا ہے اُسکا جو بن
آخری وقت بھی پورا نہ کیا وعدہ وصل
اٹھے اور کوچہ محبوب میں پہونچے عاشق
نزع میں ہم ہیں غم عشق یہ چلا تا ہے

جان دینے کو کہا میں نے تو ہنسر لے
تج و خنجر سے نہ چمکا اس روگردن کا مٹا
آسمان پر جو ستارے لگائے امیر

تم سلامت رہو ہر روز کے لئے اسے
چلے یہ مہر کے لئے فیصلہ کرے اسے
یا داسے بچھے راغ اپنے اچھے لئے

غزل راغ

دوست کیوں عشق میں تے شکایت میری
دھوم ہے زیر زمین کشتہ ناز آیا ہے
سر سے پہلے وہ زباں کاٹ لیا کہ تے ہیں
نا تو ان دیکھ کے افسوس نہ آیا بچھیر
کیا جانی کا اثر ہے کہ شب تنہائی
جس طرح تو میری آغوش سے نکلا آشوخ
بیچیا ہوتے ہیں مہمان کہیں ایسے بھی
اپنی تصویر پہ نازان ہو تھلا کیا ہے
کہیں دنیا میں بچکانہیں اسکا راغ

مجھ پہ کیا زور کیا ہو طبیعت میری
ہو گئی عیب شہیدوں کو زیارت میری
کہ خدا سے نکرے کی شکایت میری
وہ خفا ہیں کہ الٹی ہر نزاکت میری
میری تصویر سے ملتی نہیں صورت میری
یوہن ماتھو نہ لگتی ہے طبیعت میری
کہ نکالے سے نکلی نہیں حسرت میری
آنکھ نگر گئی کہیں غنچہ کا حسرت میری
چھوڑ کر بھٹکے کہاں جاوے مصیبت میری

غزل شمس تبریز

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
ما زنین حضرت حق صدر بدر کائنات
در شب معراج بودی جبریل اندر کاب

برگزیدہ ذوالجلال پاک برہما توئی
نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی
پائندہ بر سریر گنبد خضرا توئی

ما رسول الله تو دانی امتانت عاجز	عاجزان را رهنما و پیشوا می با توئی
شش سهریزی چه داند نعت تو بغیران	مصطفی و حبیب و سید والا توئی

غزل نیاز

رفتم اندر ته خاک آنس بتا نم باقیست	عشق جانم به ربو وقت جانم باقیست
بیارو انم همه بگذشت ز میدان شهود	همچو نقش کف پا نام و نشا نم باقیست
سهر ما انم وجودم شر عشق بسوخت	زیر خاک سردل سوزنم نام باقیست
هیتم جمله خیالست به مثال سراب	با یقین من نیم و وهم و گمانم باقیست
طلوع فاتحه از خلق نداریم نیاز	عشق اندر پس من فاتحه خونم باقیست

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آورد دل ما را	بخال هندوش بخشیم سمرقند و بخارا را
به وساطتی موبائی که در جنت بخا می یافت	کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلی را
فغان کین لولیا شخ شیرین کار شهر آشوب	چنان بردند صبر از دل که ترک خان فیخارا
عشق ز ناتمام با جمال یار مستغنی است	باب رنگ خال خطا چه حاجت کز زیارا
من از آن حسن روز افزون که یوسف داد نستم	که عشق از پرده عصمت برون آورد لیخارا
حدیث از مطرب و گو دراز دهر کمتر جو	که کس نکشود و نکشاید حکمت این معسارا
نصیحت گویش کن جانان از جان دوست دارند	جوانان سجاوند پند پیر و انارا
بدم گفستی خورندم تعالی الله نکو گفته	جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا

غزل گفتی و در سستی بیا خوش بختان حافظ
کہ بر نظم تو اقامت فلک عقد ثریا را

غزل جای

دوستیمت کہ تیر بلامی زند	چنین تیر بر ما چسب لای زند
کمان جانبی گیسو منیر	و لے تیر بر جان مای زند
نسب غمزہ کز شوخی و چالیک	کچاے نماز کچاے زند
مریش ست خسرو غم از ناز عشق	کہ آتش درین مبتلا می زند

غزل

خود را بکوی جان خستہ خراب دیدم	مشتوق را ز عاشق اندر حجاب دیدم
تیر منظم تو مارا مجرد سینه کردی	کراہ سوز آتش دل را کباب دیدم
بر اسب شاہ خیران آمد پیر بازار	خلق خدا بشوق ہمرہ را کباب دیدم
دل من ازین بحسرت جلوہ کنی بدید	مخروم شد بدیدار بر رو نقاب دیدم
با حسن خویش ای جان از من کن تکبر	باشد کہ چند روزہ حسن و شباب دیدم
پروانہ عشق دار در روشن شع کہ روشن	بلبل فداے از جان بر رو گلاب دیدم
شاید کہ دل چہ بندی اندر مراے فانی	عمر سے چنین بدر یا مثل حباب دیدم

غزل خسرو

از دست تو دل کباب تاکہ	جان در طلبت خراب تاکہ
در بحر غمت ہلاک گشتم	این زند گئے حباب تاکہ

پیغام مرا چاہا اب تاسکے خسرو غزل و کتاب تاسکے	از خون جگر قسم نمودم و مصحفِ رومے او نظر کن
غزل یونس	
بر دراری ز رخ نقاب تاسکے اسے یار ترا سبب تاسکے مارا نشہ شراب تاسکے این قدر کنی عتاب تاسکے دل گفت کہ این جواب تاسکے	از من کہنی حجاب تاسکے مغرور مشو بحسنِ فانی او یاد مرا بکروید ہوش نشد خطہ سوائے گدا کن یونس چہ بگفت این غزل را
محمس	
بہت دنوں نے شکایت ہو شغلِ دل کا اداسے دیکھ لو جاتا ہے گلہ دل کا	نچا لو عاشق شیدا کے حوصلہ دل کا چرا کے آنکھ دکھاؤ نہ آبلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ پٹھریلے فیصلہ دل کا	
ستم اٹھاتی ہیں انکو جہانیں سہتے ہیں وہ ظلم کرتے ہیں ہمیر تو لوگ کہتے ہیں	نہ پوچھو دوستوں کس غضب میں ہوتے ہیں خمش رہتے ہیں آنکھوں نے اشک بتے ہیں
خدا بڑے سرنہ ڈالے معاملہ دل کا	
قدم کو ٹیرو تو غل سے استراحت ہے وہ رہو ہوں کہ مجھے ہتھکڑی سربیت ہے	کسی کی زلف کا مفتون بن جوشِ شہ ہے جنون بن طوق و سلاسل ہو کس کو نفرت ہے

ملا ہے گیسو جانا سے سلسلہ دل کا	
تڑپتا تھا دل وشت زدہ بچ و تعب اسید صبح میں کرتا ہوں چاک اس شب	شب فراق کا ہو طول مجھ پر قہر و غضب کئی دنوں سے یہ سو جا ہو کھیل مجھ کو اب
جنوں میں روز کا لاس ہے مشغلہ دل کا	
ہر ایک اپنے سناڑ کا ہم پتا دین گے بھرا جو کو چھ قاتل سے کوئی پوچھیں گے	ادھر سے اُڑے ہو کاروان گزریں گے نہ کب تک دل گم گشتہ کی فہر لیں گے
سنا ہے لٹ گیا ہے سے میں قافلہ دل کا	
پھنسا یا دام میں کھانے نرمی چین کی ہوا بہا آتے ہی کنج نفس نصیب ہوا	یہ فصل گل میں مقدر نے خار بھکھو دیا پھر نہ باغ میں دور در بھی رنگ صبا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا	
ہوا ہی باغ جوانی میں دخل بادِ خزاں ہزار فصل گل آئے جنوں وہ جوش کمان	نمود عالم پیری ہو سرسرا بیاں عبث بہار چین کا ہے حوصلہ نادان
اگیا شباب کے ہمراہ دلولہ دل کا	
تڑپ تڑپ کے گزاری فراق کی شب ہے خدا ہی خیر کرے آج رنگ بیڑ صبا ہے	قرار شور جگر سے بھلا مجھے کب ہے سوا ہے گل سی بھی کچھ در دل نہیں اب ہے
تیک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا	
سدا حسینو بچہ کی بات اپنے دل کے فلاں	کچھ ہے نہ آمانت سی آئینہ و صاف

سیان تو داکینے نہ دی قصور محاف

بقولے شہرین ہو گا مقابلہ دل کا

گٹھری

دلبر جانی میرے میری تو نے قدر بھی نہ جانی۔ اب آو سیان ستاؤ سیان نظر آو
سیان۔ دلبر جانی میرے میری تو نے قدر بھی بخانی انترہ جو چین سے گزرے
تو اسے صبا تو یہ کنا بھل ناز سے بڑھ کر خزانے دن بھی ہوں سامنے نہ لگانا دلو بہار سے
دلبر جانی میرے میری تو نے قدر بھی بخانی۔

گٹھری

ساقی چاکوئی پیالہ سے سرواری پیاری۔ جس وقت آو متوالا رو سرواری پیاری
انترہ دل کی کھلی کھلی بھول کھلاے رنگ رنگ من لے رے سرواری پیاری
جو پرکے سب رنگ کھلاے موج کرے پیڑ والا ترا لاہو اعلا پیالہ کالار سرواری پیاری۔
بہار آئی ہر بھر و بادہ گلگوں سے پیانہ۔ رہے ساقی ترا لاکھوں برس آیا دینیا نہ پیا نہ مینیا نہ
نہو آباد جانا نہ بھر بھر ملانا ہمت والا دونی تیری شان سرواری پیاری۔

گٹھری

پیاری پیاری صورت پروری۔ پیاری کیسی بنی متواری ذرا ایسا ملا سواری پیاری
سب رنگ لیان ہر تے آن الی وہیاں الی شان الی مان الی پیاری پیاری صوبہ سب دربار
آئینے کا دل ہر راک رنگ سے یہ مان بسج آج کھنکھانے لگا کبھی جا کنگو

با جا چا چنگ سون دکھا جا چھپ پیاری پیاری پیاری صورت پر واری

ٹھمری

چندری ٹھمری تن میں تو اسے پری - تیرے بن ہم سب پر خم نیچ سریری
انترہ تن کا من کا دھن کا کچھ زبا منہ پیارا رنگ زرگری - چند رکھ سندھ

ٹھمری دھن گانی

چنچل چٹکیلی نارنولی - دولت پرت اترائی بل کھائی - ہرجائی وہ لگائی انترہ
نپٹ نیچ کا جانے تھکی سارا تھمن گنوا ری - چاندکت موہن میں نہ بھاوے
ناک ہو ت گوری موہے گلے کو ہار - چنچل چٹکیلی نار -

ٹھمری دھن کماچ

کاسے کو روکے گیلہ چھوڑو چھوڑو نہ کھائی سے - پکڑو نہ ساری چھوڑو مٹو دیکھو
مانو موری ساری چریان کر کائیں - چھوڑو چھوڑو نہ کھائی انترہ مانگت دان جو بن کوڈگر
میں نت بے پر کے ہو پایا پارے بند اسٹو نہیں مانے یہ موہن لاکھ طرح بھجائے
چھوڑو چھوڑو نہ کھائی -

ٹھمری دھن پرچ

دیکھو دیکھو نہ مانے شام تیرورے - سکھی ری کر مر کائیں موری لاکھ جتن سے
گردا لگاوے - دیکھو دیکھو نہ مانے رے کر جو رجو موری بیتان پرت ہن یکا رے کروں
بنداکت کاہو کی سنتا ہن میں نامیرے - دیکھو دیکھو نہ مانے رے -

ٹھمری دھن پر سچ

سوراج پراپر گاری دینی سے الی ری آج پنج ڈگر مان - ایسڈ ہیٹ لوکٹ بھر جوری
سوراج پراپر گاری دینی سے انترہ ہون تو کسی ہوان سے جل بہرے چلی جات
سکھئی ہی کت سند پیا کیسے کروں منتی کب ہوں نہ چھاؤ - سوراج پراپر گاری -

ٹھمری دھن اڈانا

سنو سجنان جانے دے میکا - کلبے کت تم نت ہم سنگ ناہن ناہن مانوگی
توری اب میں جانے دے میکا انترہ چھٹ کت نہیں مانے بھر جوری کر گھی لینی بتدا
کروں کا میں نت نت کت ہیں ہم سنگ راز ناہن ناہن مانوگی توری اب میں
جلنے دے میکا -

ٹھمری دھن حمیر

موہے چھٹ موہن گرد ہاری ڈگر چلت میں دیکھویت گاری انترہ نٹ کھٹ
نٹکی لاکھ نہ مانی بتدا سنو مٹی سے ہلاری - موہے چھٹ موہن گرد ہاری -

ٹھمری دھن اڈانا

کیسے کہ جاؤں روکے گیلوا - پٹ چھٹ کر پرت دینی جھک جھوڑو چھوڑو
بنگری مورک گئیں کیسے کہ جاؤں انترہ کان کت بھر جوری کھو سکھی میری سنے
ناہن بتدا نہ مانے کر پرت دینی جھک جھوڑو چھوڑو بنگری مورک گئیں - کیسے کہ
جاؤں روکے گیلوا -

گھڑی

اُس نے نہ سناں پیاں پیاں اُتھرے جب سے پیا پر ویں سدا سے سدا ہون نہ لینی
 اری اوری گیان آسے نہ سناں اُتھرے دیگر تہ پت ہون تین تو کس تہ تین دس
 دکھائے پڑون تو کسے پیاں آسے نہ سناں پیاں پیاں

گھڑی

سو تین سنگ چلے گئے ہو ہوت بھور کڑونہ کچھڑو ہٹو دیکھو اوری بگری مورک
 گسکین دینی سپہ مر اُتھرے ایسی ٹھوٹائی پیارے توری محسبے بھائی گردانہ لاگو ہو چھڑو
 پستاد پتہ اسٹو نہیں مانے یہ کا ہو کی اب نہ کی دو مائی دو مائی کرو مائی شیخ رستون سنگ
 جا گئے ہو ہوت بھور۔

گھڑی داورہ

بھڑے رنگ سے لگرایا ہاری۔ سناں رنگ سے چنرایا ہاری شعر تھاری
 یاد میں ہر وقت ہوتو روتے ہیں ہ بجائے پانی کے منہ آنسو ڈلے دیہوتے ہیں
 نہ چین نہ کوی ہے اور شب کو بھی نہ سوئے ہیں ہ تھکے شش میں ہم اپنی جان کھوتے ہیں
 نگاہ جیسے صنم آپ سے دو چار ہوئی ہ اُسی گھڑی سے میری روح بقرار ہوئی
 تھاری نماز کٹر گانے چان شکار ہوئی ہ تو ایک چھی ہلے جگر کے پار ہوئی ہ غرض میں
 گل کو داغ تیری نفٹ میں ہ محال اب ہوا جینا تھاری فرقت میں ہ تھکا غم میں
 ہون سب و شے ہ جو کھنے بھر آتا ہ اُس کو صیرت ہے ہ بھڑے رنگ سے لگرایا ہاری

آج رنگیلے سیاہ کھٹے مینے + دوڑ جھپٹ گئیں پیار کرن کو + چون لگی انگیا موری
 ساری پیڑ پیڑ آج رنگیلے سیاہ کھٹے مینے انترہ ایک توڑ موبے ساس ننگا
 دو بے پڑ سن مارن لاگی جھانکت جھکت ہنس ہنس مسکیانی وہ تو نہ جانو کاہو سے
 کھو دینی آج رنگیلے سیاہ کھٹے مینے -

شام گھونگھٹ پٹ کھولے - بھر چوری نندن ایوڈھیٹ سکھیری نا حک مار
 کروہی - بھر چوری -

میکہ صورتیا لگے توری پیاری شعر نہ گل سے کام نہ بیل سے کام ہے مجھ کو
 ہمیشہ ورد زبان تیرا نام ہے مجھ کو - ترا ہی تذکرہ بس صبح و شام ہے مجھ کو
 میکہ صورتیا لگے توری پیاری - کچھ اپ تاک نہیں معلوم دلا حال تھیں + ہمارا دم
 نکلتا نہیں خیال تھیں - نوگاکوئی زمانہ میں ہو فاقسا - میکہ صورتیا لگے توری پیاری
 خدا کر اسے بولو تو منہ سے اب توڑا - تمھاری چپ نے تو گویا مجھے بھی تسل کیا +
 ملاؤ آنکھ نہ شرابی برائے خدا - میکہ صورتیا لگے توری پیاری + ترے سوانہیں کچھ اور
 مجھ کو بھاتا ہے - ترا خیال مجھے ہر گھڑی سناہو + نہ چین تاہو دکنو نہ شکو سوتا ہوں -
 میکہ صورتیا لگے توری پیاری + خدا کے واسطے مجھ سے تو کیوں نہیں ملتا

جنا ہے میں نے ترا کون سا قصہ کیا جو کچھ قصہ کیا ہے تو بخت سے نہ۔ یہ کا صورتی

ٹھہری داورہ

دل نادان کو ہم بھاسے جائیگے۔ دل اہل ستم بھاسے جائیگے۔ سختہ سحر سے زیادہ ہے تزلزل قاتل۔ ہوئی آسان۔ جاننا کی شکل قاتل۔ آفت سے بیدار و تم پیشہ و جاہل قاتل۔ نہ کیا بچ گیا چھڑ کر کبھی قاتل۔ دہن خم پکارا کیا قاتل قاتل کسے ختم ہو کر کے یہ چپ کے چپ کے دکھائے جائیگے۔ دل نادان کو ہم بھاسے جائیگے۔

ٹھہری داورہ

آؤ آؤ نگریا ہماری پیاسی پڑی ہے سحر یا ہماری۔ اہل وفا کو بھول گئے کس خیال میں کیا تم ہی چنس گئے کسی گیسو کے بال میں۔ بیٹی جاتی عمر یا ہماری۔ پہلے تو دیدیا اُسے بے آواز سے دل اب دل ہی دل میں کتابوں انسوں سے دل۔ کیون نہ لینی کھبر یا ہماری۔ تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کر دے گے۔ ہم کون ہیں صاحب جو ہمیں یاد کرو گے یوہین بیٹی عمر یا ہماری مٹ طمر مینگے ہم تو اسی اشتیاق میں۔ رہتا ہے دل ہمارا تمھارے فراق میں۔ آؤ آؤ نگریا ہماری۔

ٹھہری داورہ

مزا سیتے ہیں کیا یا تیرے بال گھونگرو لے۔ پہلے تھی بچہ سے نکرا اب تو کرتا ہی کیون پیار تیری طرف سے یا میرے دل میں پڑ گئے بھالے۔ مزاد تو ہیں کیا یا تیرے بال گھونگرو لے پچھنی کیون تیرے تھارے سے اوسے جفا کار۔ دونوں ابرو سے خم دار تر چھی چتو کے متوالے

خلی میرے دل سے آہ جاتا تھا وہ رشکِ ماہ + دیکھا دشمن کے ہمراہ دونوں ہاتھ گلیمیں ڈالے
مزا دیتے ہیں کیا یا تیرے بال گھونگر والے۔

ٹھمری داد رہ

منہ داورین موری بتیان - بحر یا مین نا جیتوں رے انترہ پانچ ٹکے کی
توری دکنیان - لاکھ ٹکے کی نظریا - بحر یا مین نا جیوں سے منہ داورین موری بتیان

ٹھمری داد رہ حقانی

ترے حسن پر فدا ہوں جلوہ مجھے دکھا دے

یارب مجھ پر دے جلوہ مجھ دکھا دے
نیخوار نہیں ملا دے متوالا بھکوکرتے
اس گل کی بو شگھا دے جلوہ مجھ دکھا دے
راہ نجف بتا دے جلوہ مجھے دکھا دے

جو رو جفا تم سے رنج و غم و الم سے
اک جام ساقی چرے متوالا بھکوکرتے
گاشن مین گر مین ہوتا چین سو لوہین کتا
عشق علی ہر دلمین اُلفت ہر آب و گل مین

ٹھمری داد رہ

ساری رنگا دے گلابی رنگر جوا ساری کی رنگائی تو ہے ہر و امین دو رنگی داری
رنگر جوا بلہاری رنگر جوا - ساری رنگا دے

ٹھمری داد رہ

دو پھول جانی لیلو دو پھول جانی لیلو - پھولون مین پھول چنبیلی چنپا بڑی البیلی گبرے
سہانے لیلو گبرے سہانے لیلو پھولون مین پھول چنبیلی جو ہی بڑی البیلی

گجرے سہانے لیلو گجرے سہانے لیلو دو پھول جانی لیلو دو پھول جانی لیلو۔

ٹھمری داوڑہ

آئی لو کالی گھٹا کہ متوالی گھٹا کالی کالی۔ بانے رسید تیرے جوین پر جاؤن واری
بادل گرجے میگھا برسے سووین دلبرین پریم پیالہ بھر پھر پوین پریم نگر کا دہس ساقیا
پلا شراب اب تیرے جوین کے واری جاؤن قریان واری ہون میں واری واری
آنکھوں میں ہے خماری دل کو ہے بقیار جی آئی لو کالی گھٹا چھائی کہ متواری گھٹا کاری کاری

ٹھمری داوڑہ

آپے مجھے درد جگر نے ستایا آپے مجھے درد جگر نے ستایا میرا پارا نہیں دل آرا
نہیں کوئی چارا نہیں ہے خدایا۔ فغان میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالوں میں
سائون درد دل طاقت اگر ہو سننے والو نہیں۔ کیا بسخین ہم کروٹیں ہر سو
بہتے ہیں۔ جو چل اٹھتا ہے یہ ہیلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں۔ اہل بیدار ملا دل کا استاد
پورا صیاد ملا سخت جلا دلا۔ سانس دیکھی تن سبل میں جو آتے جاتے۔ اور چرکا دیا
جلا دے جاتے جاتے۔ ہاے ہاے ظالم نے رحم نہ کھایا۔ ہو مجھ درد جگر نے ستایا

ٹھمری

چھب دکھلا جا بانے سا لویا۔ دہیان لگا مو ہے تورا رے ترچھی چتوں
نیا ریلے چال چلت متوالی رے۔ کارے کروں کت جاؤن سکھی ری
ناما نے جیا مورارے چھب دکھلا جا

ٹھمری دا درہ

سانو لیا من بھایو رے بانکویار - کاہو میں حجرت کا ہو میں موسے رام ہی رام
کھایو رے بانکویار - سانو لی صورت ہرے بہت سماوے بانکویار -

ٹھمری دا درہ

ہاسے سہیان پڑو نہیں تو رے پٹان جلاؤ کاہے میکا - پیاپایے سو تن چڑو
واری موہے برہا کی ماری کیوں کٹاری کٹاری موسے سیان بل بل یان
تن من یان بیکل یان ہو رہی یان ہاسے سیان برہا کی ماری میں تو را کر دنگی ایسے نول
ہمارو ہے جلاوے موہے کاہے ترپاے ترپاے ترساے آئے جلاوے
ستائے ہاسے سیان -

ٹھمری دا درہ

دلدارا تن من دھن پتھر بان کروں - خدا کیو آٹو دلدارا آجا پہلو میں ترپے ہاسے دل بقرار پہلو میں
نہ تیرا واصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلو - عجب طرح کا آکھی غدا ہے دل کو - گھڑی
گھڑی پل پل دھڑک دھڑک دل دھڑکت ہے دلدارا آرا -

ٹھمری دا درہ

گھٹا چھانڈو سانو لیا بھرون لگری - گئی تھی بھریا میں لینہ پوری موری بابے جو بنو اچھائی بھری
گئی تھی میں پنیاں بارے لگسی موسے چا ترسانو لیا نے پھوڑی لگری گھٹا چھانڈو

ٹھمری دا درہ

ہو گئی دل کے پار نظر توری۔ ابرو بہت خنجر کی دھار سے خنجر توری آنکھیں۔ سسلی
 بہت زہریلی ابرو ہے خنجر کی دھار سے گوہر سیلے سے تینا گلے کیل چھپا ہے
 سے کٹاری بخریا توری ہو گئی دل کے پار۔

ساون

نرم کلتیان اسے ناہم موری۔ دیکھو کہیں مورک نا جاسے ہوسے ہو۔ رنجو لا جھلوا ہوسے ستیان
 رسی کیمن ٹوٹ نجائے۔ نرم کلتیان۔ گوری گوری بیتان ہری ہری چوریان دیکھو کہیں
 مورک نجائے۔ نرم کلتیان۔ ننھی ننھی بوندیان پٹن لاگین بھیجت بھیجت جیا مور جائے نرم کلتیان

ساون

سیان گیا مان جھلوا ڈاروے۔ آئی ساونکی بہار سیان گیا مان جھلوا ڈاروے۔ سب
 دل جل جھلوا جھلویں۔ دیکھو جو نیا کے اُبھار۔ سیان گیا مان جھلوا ڈاروے۔ دو سکھی
 جھولیں ہی جھلویں۔ مورا سیان گافے طار۔ سیان گیا مان جھلوا ڈاروے۔

ساون

پیپر کا پوچھ پی پری دیس۔ پیپر سے نہیں آئے دیس۔ پی پری پڑھی ہون در ہونی ملے اور
 چھٹکائے کیس پیپر کا پوچھ پی پری دیس۔ جاؤ سکھی تم ہم نہیں جیئے۔ کینھو جو گنیا کا بھبھ
 پیپر کا پوچھ پی پری دیس۔ کا کے ماتھ چھٹیا کھچھون۔ کا کے ماتھ سندیس۔ او پیا کل نا پڑت ہی
 راحت من میں اندیس۔ پیپر کا پوچھ پی پری دیس۔